اَنَا خَاتِمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

(مشکوٰۃ المصابیح)

"ہم بھی نبوت کے مدّعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔"

(بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص ۲۹۷)

ختم نبوّت اور علاّمہ اقبالؒ

از

ڈاکٹر خورشید عالم ترین

ناشر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند

پاکٹ ایل A-25 جنتا فلیٹس گراؤنڈ فلور۔ دلشاد گارڈن

دہلی نمبر: ۱۱۰۰۹۵

علامہ سر محمد اقبال اور احمدیت

— "علامہ اقبال کے والد بزرگوار شیخ نور محمد صاحبؒ حضرت مرزا صاحبؑ کے حلقہ عقیدت میں شامل ہو چکے تھے۔"

— "علامہ اقبال کے برادر اکبر شیخ عطا محمد صاحب نے حضرت مرزا صاحبؑ کی باقاعدہ بیعت کر لی تھی۔"

— "سر محمد اقبال صاحب نے بھی پانچ سال بعد ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود (حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ۔ ناقل۔) کی بیعت کر لی تھی۔"

(روزنامہ 'نوائے وقت' پاکستان ۱۵ر نومبر ۱۹۵۳ء)

— "ایک مرتبہ ایک بہت بڑے شخص یعنی ڈاکٹر سر محمد اقبال نے کہا کہ حضرت محمد رسول اللہؐ کے ساتھ عشق کرنے والے بہت لوگ نظر آتے ہیں۔ لیکن قرآن کے ساتھ عشق کرنے والے حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحبؑ ہیں۔"

(خطبہ جمعہ۔ فرمودہ حضرت مولانا محمد علی صاحب لاہوری۔
مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور۔ ۱۰ر مئی ۱۹۳۵ء)

اس بیان کی اشاعت کے بعد بھی علامہ اقبال تین سال تک زندہ رہے۔ لیکن انہوں نے اس کی کبھی تردید نہ کی۔

— مردِ حق (مرشدِ کامل) کے متعلق فرماتے ہیں:۔

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیلؑ
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے
(بالِ جبریل)

(بقیہ ٹائٹل کے اگلے صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم نبوت اور علامہ اقبالؒ

۱۹۳۵ء میں علامہ اقبالؒ نے تحریک احمدیت کے خلاف ایک بیان دیا۔ جسے مخالفین آج بھی علامہؒ کی حتمی رائے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ بعد میں علامہ موصوف نے اس کے اکثر و بیشتر اہم حصّوں سے رجوع کر لیا تھا۔ آخر علامہ اقبالؒ نے عجلت پر مبنی یہ بیان دیا ہی کیوں؟ اس ضمن میں علامہ نیاز فتحپوری رح فرماتے ہیں۔

" علامہ اقبالؒ کی جس تحریر کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ۱۹۳۳ء کے بعد کی ہے۔ جب احرار کی شورش سے مرعوب ہو کر اپنی جان چھڑانے کیلئے وہ اس بیان کے دینے پر مجبور ہو گئے۔ ورنہ اس سے قبل وہ احمدیت کے بڑے مدّاح تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کی وفات کے دو سال بعد علی گڑھ کے اسٹریچی ہال میں انہوں نے جو تقریر کی تھی۔ اس کا ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ "پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ جسے فرقہ احمدیہ کہتے ہیں۔"

(نگار، لکھنو، ستمبر ۱۹۶۱ء)

چنانچہ بقول عبدالغفار شکیل مؤلف "اقبال کے نثری افکار" جب ۱۹۳۵ء میں کچھ رسالوں

میں اُن کے بیان پر اعتراضات شائع ہوئے۔" تو علامہ نے کچھ وضاحتی تحریریں مدیر "طلوعِ اسلام" سید نذیر نیازی کے پاس بھیجیں"۔ جن کو انہوں نے رسالہ ہذا کے اکتوبر ۱۹۳۵ء کے شمارے میں شایع کیا۔ علامہ کی انہی وضاحتی تحریرات سے ہم مندرجہ ذیل اقتباس ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:۔

"نبوّت کے دو اجزا ہیں:

۱۔ خاص حالات و واردات۔ جن کے اعتبار سے نبوّت، روحانیت کا ایک مقامِ خاص تصوّر کی جاتی ہے۔ (مقام۔ تصوّف اسلام میں ایک اصطلاح)۔

۲۔[1] SOCIO - POLITICAL INSTITUTION قائم کرنے کا عمل۔ یا اس کا قیام۔ اس INSTITUTION کا قیام گو[2] ایک نئی اخلاقی فضا کی تخلیق ہے۔ جس میں پرورش پاکر فرد اپنے کمالات تک پہنچتا ہے۔ اور جو فرد اس نظام کا ممبر نہ ہو۔ یا اس کا انکار کرے وہ ان کمالات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس محرومی کو مذہبی اصطلاح میں کفر کہتے ہیں۔ گویا اس دوسرے جزو کے اعتبار سے نبی کا منکر کافر ہے۔

دونوں اجزا موجود ہوں تو نبوّت ہے۔ صرف پہلا جزو موجود ہو، تو تصوّف اسلام میں اسکو نبوّت نہیں کہتے۔ اس کا نام ولایت ہے۔

ختم نبوّت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوّت کے موجود ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے۔ اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے۔ تو وہ شخص کاذب ہے"

(اقبال کے نثری افکار۔ ص ۱۵۶، ناشر انجمن ترقی اُردو ہند دہلی)

---

[1] کتاب میں '۲' کا ہندسہ چھوٹ گیا ہے (ناقل)

[2] نقل مطابقِ اصل۔ "گویا" ہونا چاہیئے۔ (ناقل)

بعینہٖ یہی عقیدہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ کا ہے - فرماتے ہیں:-

"ابتداء سے میرا مذہب یہی ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا (حاشیہ - یہ نکتہ یادرکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والوں کو کافر کہنا - یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں - لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جسقدر اور محدث ہیں - گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں - اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں - ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا)"۔ (تریاق القلوب - ص ۱۳۰)

پھر اپنی وفات سے صرف چند روز قبل میاں سر فضل حسین صاحب بیرسٹرایٹ لاء کے استفسارات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا-

"ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے - جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے"۔

سوال:- وہ آپ کو کافر کہتے ہیں تو کہیں - لیکن اگر آپ نہ کہیں تو ہمیں کیا حرج ہے ؟

جواب:- "جو ہمیں کافر نہیں کہتا - ہم اُسے ہرگز کافر نہیں کہتے - لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے - اُسے کافر نہ سمجھیں تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے - اور یہ ہم سے نہیں ہوسکتا"۔

(بدر - مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

جب علامہ اقبالؒ کا مخالفانہ بیان شایع ہوا تھا تو اُسی دَوران امیر جماعت احمدیہ لاہور، حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے علامہ کو مخاطب کرکے لکھا تھا:-

"میں سر محمد اقبالؒ کو اس واقعہ کا حوالہ دوں گا جو انہوں نے تھوڑا عرصہ ہوا مجھ سے بیان کیا جب میں اکتوبر ۱۹۳۴ء میں ان کی عیادت کے لئے گیا - آپ نے فرمایا کہ بانیٔ سلسلۂ تحریک احمدیت سیالکوٹ میں تھے - میاں فضل حسین صاحب

اُن دنوں سیالکوٹ میں وکالت کرتے تھے۔ ایک دن میاں صاحب جناب مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے جا رہے تھے۔ جب میں نے اُن سے معلوم کیا کہ وہ مرزا صاحب کی طرف جا رہے ہیں۔ تو میں بھی ساتھ چل پڑا۔ بانیٔ تحریک احمدیت سے گفتگو کے دوران میں میاں سر فضل حسین صاحب نے سوال کیا۔ کہ آپ ان لوگوں کو جو آپ پر ایمان نہیں لاتے کافر سمجھتے ہیں؟ تو مرزا صاحب فی الفور بول اٹھے ہرگز نہیں"۔

بحوالہ اقبال اور احمدیت ۔ ص ۱۸

از مولینا حافظ شیر محمد خوشابی ۔ ۱۹۸۸ء

حضرت مولینا محمد علیؒ کے اس بیان کے بارے میں نیازمندانِ اقبال نے علامہ سے استفسار کیا۔ علامہ نے جو کچھ جواباً فرمایا، وہ اُسی زمانہ میں چھپ کر ریکارڈ ہو گیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"مولانا سید نذیر نیازی صاحب سے میری گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے علامہ اقبالؒ سے بھی میرے حوالے کا ذکر کیا تھا۔ جس پر علامہ موصوف نے فرمایا۔ کہ بے شک انہوں نے مرزا صاحب سے اسی طرح سُنا کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ وہ ہزاروں کے مجمع میں یہ شہادت دینے کو تیار ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ نے فرمایا کہ اُنہوں نے جو بیان اخبارات میں شائع فرمایا۔ وہ موجودہ قادیانی کشمکش کے سلسلے میں تھا۔ جو قادیانی جماعت اور عامۃ المسلمین میں جاری ہے۔ جماعت لاہور کی طرف اسکا روئے سُخن نہیں تھا۔ اور نہ ہی مرزا صاحب کے معتقدات پر تبصرہ منظور تھا۔ اس سے قبل ہمارے معزز دوست راجہ حسن اختر صاحب نے بھی مجھ سے فرمایا کہ علامہ اقبالؒ سے انہوں نے گفتگو کی اور علامہ فرمانے لگے۔ کہ ان کے بیان کا جماعت لاہور سے کوئی تعلق نہیں۔

اور نہ ہی مرزا صاحب کی شخصیت سے۔ اور ان کے سامنے وہ احمدیت تھی جسکا نقشہ آجکل قادیانیت کی شکل میں دنیا میں پیش ہو رہا ہے۔[1]

(بیان حضرت مولینا محمد یعقوب خان صاحب
ایڈیٹر "لائٹ" "پیغام صلح" لاہور ۱۹، نومبر ۱۹۳۵ء)

اسقدر کھلے اور واضح تاریخی شواہد کے باوجود، علامہ اقبال کو جماعت احمدیہ لاہور یا بانی سلسلہ احمدیہ کا مخالف گردانا حق و انصاف کا خون نہیں تو اور کیا ہے؟

یاد رہے کہ جب ۱۹۱۴ء میں قادیانی خلیفہ جناب میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب مرحوم نے پہلی بار اپنے غالیانہ عقائد کا برملا اعلان کیا۔ تو اس وقت علامہ اقبالؒ نے نہایت محتاط الفاظ میں ایک بیان شائع فرمایا تھا۔ علامہ نے لکھا:-

"جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہو۔ جسکا انکار مستلزم کفر ہو۔ وہ خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(بحوالہ "قادیانی مذہب" ص ۸۱۔
از پروفیسر الیاس برنی۔ ایڈیشن چہارم)

امید ہے کہ ان بیانات سے علامہ اقبالؒ کی پوزیشن واضح ہو جائے گی۔

[1] مولینا یعقوب خاں صاحب مرحوم کے اس مطبوعہ بیان کے بعد بھی علامہ اقبال ۱۹۳۸ء تک زندہ رہے، مولانا سید نیازی صاحب اور راجہ حسن اختر صاحب تو اور بھی کافی عرصہ بقید حیات رہے۔ لیکن ان تینوں بزرگوں میں سے کسی کو اس بیان کی تردید یا تکذیب کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ (خورشید)

او کلیم و او مسیح و او خلیل		او محمد او کتاب او جبرئیل

(جاوید نامہ)

ترجمہ: وہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور ابراہیمؑ ہوتا ہے۔ وہ محمدؐ، وہ قرآن وہ جبرئیل ہوتا ہے۔

اس فارسی شعر کی تشریح شارحِ اقبال جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب یوں کرتے ہیں:

"وہ (مرشد کامل۔ ناقل) کلیم، مسیح، خلیل و محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے روحانی کمالات کا وارث ہوتا ہے اس میں انبیاء کی صفات کا عکس جلوہ گر ہوتا ہے۔ وہ بالقوہ نبی ہوتا ہے مگر بالفعل نبی اس لئے نہیں ہوتا کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (اس نکتہ کی وضاحت حضرت مجدّد الف ثانی رحؒ نے اپنے مکتوبات میں فرمادی ہے" (شرح جاوید نامہ)

بعینہٖ یہی عقیدہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کا ہے:۔

(۱) "یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضائع نہیں ہوسکتے۔ یہ تصوف کا مسئلہ ہے۔ اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء اُمت تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بزرگی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس ... نے محمد کہلایا اور اس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتویٰ اس کے خلاف دیا گیا۔" (اخبار بدر ۲۷ راکتوبر ۱۹۰۵ء)

(۲) "حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلعم کا وجود ہی تھا۔ اسی لئے عالم رُوحی میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔" (ایام الصلح۔ صـ۳۵)

(۳) "اَلنَّبِیُّ کَالْاَصْلِ وَالْوَلِیُّ کَالظِّلِّ" (کرامات الصادقین۔ ص ۸۵)

ترجمہ: نبی مثل اصل کے ہوتا ہے اور ولی مثل ظل کے۔

(۴) "اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا **ایک ظل ہے** (یعنی اس معاملہ میں مرزا صاحب منفرد نہیں۔ اور بھی بے شمار بزرگ یہ مقام حاصل کر چکے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ ناقل) اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی اور چونکہ میں **محض ظل ہوں** (یہاں بھی "محض" کا لفظ قابل غور ہے۔ ناقل) اور اُمتی ہوں۔ اس لئے آنجنابؐ کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں۔" (تجلیات الٰہیہ۔ ص ۲۵)۔

(ک: یوسف)